نفاذِ اسلام کے سلسلے میں وزارتِ مذہبی امور خصوصاً اس کے شعبہ تحقیق و مراجع کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ۔

۳۔ شعبۂ اوقاف :

اوقاف سے متعلق جو امور وزارت کو سونپے جائیں اُن کی بجا آوری اس شعبہ کی ذمہ داری ہے ملک میں فن تجدید و قرأت کے سلسلے میں اس شعبہ نے بہت اہم خدمات انجام دی ہیں ہر سال قومی سطح پر مقابلۂ حسنِ قرأت اسی شعبہ کے زیرِ اہتمام منعقد ہوتا ہے ۔

بیرون ملک حفظِ قرآن اور تجویدِ قرآن کے جو مقابلے منعقد ہوتے ہیں اُن کے لئے موزوں افراد کے انتخاب میں اس شعبہ کی اہم ذمہ داریاں ہیں ۔

۴۔ شعبۂ اقلیات :

یہ شعبہ ملک میں موجود اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت اور اُن کی فلاح و بہبود کی خدمات انجام دیتا ہے ۔

۵۔ شعبۂ انتظامیہ :

وزارت کے انتظامی معاملات اور مختلف شعبوں کی انتظامی ضروریات کی دیکھ بھال اس شعبہ کے ذمے ہے ۔

ان شعبوں کے علاوہ علمائے کرام کا ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل جو نفاذِ اسلام کے سلسلے میں سفارشات مرتب کرتا ہے ۔ وزارتِ مذہبی امور سے ملحق ہے ۔ متروکہ وقف املاک بورڈ بھی اس وزارت سے ملحق ہے ۔ جس کے ذمہ غیر مسلموں کے متروکہ اوقاف کی نگرانی ہے ۔ اسی محکمے کے تحت لاہور میں دیال سنگھ پبلک لائبریری قائم ہے جہاں تعلیم و تحقیق کا شعبہ اہم خدمات انجام دے رہا ہے ۔

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 20:9-10 (1983)

اسلامی نظریاتی کونسل

جسٹس تنزیل الرحمن

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کا مقصد یہ تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اُنہیں ملاکر آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت قائم کی جائے، جہاں مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی شرعی اصول و احکام کے مطابق بسر کر سکیں، اور اپنی اسلامی روایات کے مطابق ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل کر سکیں۔ بدقسمتی سے پاکستان کے قیام کا یہ بنیادی مقصد آج تک پورا نہ ہو سکا تاہم اس کے حصول کے لئے ملک کے ہر آئین میں بعض دفعات شامل کی جاتی رہیں، جن کی رو سے ایک ایسے ادارہ کی تشکیل کا اہتمام لازمی قرار دیا گیا، جو حکومت کو ایک صحیح اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے مناسب سفارشات پیش کر سکے۔

چنانچہ ۱۹۵۶ء کے دستور میں اسلامی دفعات کے تحت صدر پاکستان پر اس آئین کے نفاذ کے ایک سال کے عرصہ کے اندر ایک ایسے کمیشن کا قیام عمل میں لانا لازمی قرار دیا گیا جو اسلامی معاشرہ کے قیام کے متعلق حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرے۔ نیز اس ادارے کے فرائض میں یہ بھی شامل قرار دیا گیا تھا کہ وہ رائج الوقت قوانین کو اسلام کے احکام کے مطابق ڈھالنے اور اسلامی احکام کے نفاذ کے لئے اقدامات کی سفارش کرے اور معقول انداز میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے ایسے راہنما اصول مرتب کرے، جس سے اسلامی احکام کو قانونی حیثیت حاصل ہو سکے، مگر ۱۹۵۶ء کے دستور کے تحت اس کمیشن کا قیام عمل میں نہ لایا گیا۔

تاآنکہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ملک میں مارشل لاء لگ گیا۔ اس کے چار سال بعد ۱۹۶۲ء میں نیا آئین نافذ کیا گیا جس کے تحت اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی گئی جس کے فرائض آئین کی دفعہ ۲۰۴ میں یہ بیان کئے گئے کہ:-

(۱) مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا، جن سے پاکستان

کے مسلمانوں کو تمام معاملات میں اپنی زندگیاں اسلام کے اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے۔

(ب) قومی اسمبلی کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے استفسار کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے دستور کی دفعہ ۶ کے مطابق یہ سوال کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون قانون سازی کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں (جن میں قوانین کا اسلام کے مطابق ہونا بھی شامل تھا)

پھر ۱۹۶۳ء میں دستوری ترمیم کے ذریعہ کونسل کے ذمہ مندرجہ ذیل کام کا اضافہ کیا گیا۔

(ج) تمام رائج الوقت قوانین کا جائزہ لے کر اُن میں ایسی ترمیمات تجویز کرنا جن کے ذریعے وہ اسلام کے ان تقاضوں اور تعلیمات کے مطابق ہو جائیں جو قرآن وسنت میں طے کئے گئے ہیں۔ اس آئین کے مطابق اراکین کی تعداد کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ بارہ تھی جن کا تقرر تین سال کے لئے صدر مملکت کو کرنا تھا۔

چنانچہ جناب جسٹس ابو صالح محمد اکرم صاحب ریٹائرڈ جج فیڈرل کورٹ آف پاکستان کی قیادت میں آٹھ ارکان پر مشتمل کونسل تشکیل ہوئی۔ اس کونسل نے یکم اگست ۱۹۶۲ء سے فروری ۱۹۶۴ء تک کچھ کام کیا۔

فروری ۱۹۶۴ء میں جناب چیئرمین سمیت تین ارکان کے مستعفی ہونے پر علامہ علاؤالدین صدیقی چیئرمین اور دیگر دو ارکان ان کی جگہ مقرر کئے گئے۔ ۱۹۶۵ء میں کچھ نئی تقرریاں کر کے ارکان کی تعداد نو (۹) کر دی گئی۔

جنوری ۱۹۶۹ء میں کونسل کی دوبارہ تشکیل کی گئی اور علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب کو پھر کونسل کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ اس کونسل کی میعاد جنوری ۱۹۷۲ء میں ختم ہو گئی۔ فروری ۱۹۷۲ء سے اگست ۱۹۷۳ء تک غالباً کوئی کونسل نہ تھی البتہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں بھی اسی طرح ایک کونسل قائم کرنے سے متعلق دفعات رکھی گئیں۔ اس کے نام اور فرائض منصبی میں چند تبدیلیاں کی گئیں جو یہ ہیں۔

۱۔ کونسل کے ارکان کی تعداد کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ پندرہ مقرر کر دی گئی۔
۲۔ کونسل کے نام سے لفظ "مشاورتی" حذف کر کے صرف "اسلامی نظریاتی کونسل" نام رکھا گیا۔
۳۔ اس کی ہیئت ترکیبی کے بارے میں مندرجہ ذیل شرائط عائد کی گئیں۔
(الف) جہاں تک قابل عمل ہو، کونسل میں مختلف مکاتیب فکر کو نمائندگی دی جائے گی۔
(ب) کم از کم دو ارکان ایسے ہوں گے جو سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج ہوں یا پہلے جج رہے ہوں۔
(ج) کم از کم چار ارکان ایسے ہوں گے جن میں سے ہر ایک کم سے کم پندرہ سال اسلامی تحقیق یا تعلیم کے کام میں مشغول رہا ہو۔
(د) کم از کم ایک رکن خاتون ہو گی۔
(ھ) چیئرمین شق (ب) کی صفات کا حامل ہو گا۔
۴۔ کونسل کے فرائض منصبی میں ۱۹۶۲ء کے دستور میں بیان کردہ فرائض کے علاوہ اس ذمہ داری کا اضافہ کیا گیا کہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں شیرازہ بندی کرنا جنہیں قانونی طور پہ نافذ کیا جا سکے، نیز
۵۔ کونسل کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا کہ وہ قوانین کو اسلامی بنانے سے متعلق اپنی رپورٹ زیادہ سے زیادہ سات سال میں مکمل کر کے حکومت کو پیش کر دے اور اس دوران ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی جس کی وصولیابی سے چھ ماہ کے اندر اندر اسمبلی کو غور کر کے اس کے بارے میں مناسب قوانین وضع کرنا لازم قرار دیا گیا اور حکومت پر مزید دو سال یعنی اگست ۸۲ء تک اسلام کو پاکستان میں کاملاً نافذ کرنے کی ذمہ داری عاید کر دی گئی۔

۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت علامہ علاؤالدین صدیقی کی سربراہی میں قائم شدہ کونسل نے ۱۹۶۲ء تک مجموعہ قوانین پاکستان (PAKISTAN CODE) کی سترہ جلدوں میں منضبط قوانین میں سے بعض پر اسلامی نقطہ نگاہ سے غور و خوض کر کے ان کو اسلام کے مطابق بنانے کے لئے سفارشات

کیں جن میں سے چند اہم قوانین، قمار بازی ایکٹ قانون طلاق، قانون ازدواج نصاری، قانون حلف، قانون شہادت، قانون جواز ازدواج، قانون احکام عامہ، قانون گارڈین و وارڈز، قانون جذامیاں، اور تعزیرات پاکستان کی بعض دفعات قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح اس کونسل نے آئین کے آرٹیکل ۲۴۲ کی ذیلی دفعہ (ب) کے تحت حکومت کی طرف سے کئے جانے والے ۱۹ استفسارات کا جواب دیا، اور معاشرہ کو اسلامی خطوط پر ڈھالنے کے سلسلے میں حکومت کو ۲۴ سفارشات پیش کیں جن میں سے چند اہم یہ ہیں۔ مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۲ء، مسئلہ ربوا، سرکاری و عام تقریبات میں نشہ آور اشیاء کے استعمال پہ پابندی، ماہ رمضان میں روزے کے اوقات کے دوران کھانے پینے کی تقریبات کے اہتمام کی ممانعت، فلم سنسر بورڈوں میں پختہ ذہن اور اعلیٰ کردار کے حامل اشخاص کا تقرر، اشیاء خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام، نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ تعلیمی پالیسی کی ترتیب، نصاب تعلیم کی تدوین نو، جس کے ذریعہ سے گریجوایشن کے درجہ تک اسلامیات کی لازمی تعلیم اور رضاکارانہ بنیاد پر تنظیم زکوٰۃ وغیرہ۔

۱۹۷۳ء کے دستور کے تحت فروری ۱۹۷۴ء میں چیف جسٹس آف پاکستان جناب حمود الرحمٰن صاحب کی قیادت میں کونسل کی تشکیل کی گئی (تین سال بعد فروری ۱۹۷۷ء میں اس کونسل کی میعاد ختم ہو گئی)

جسٹس حمود الرحمٰن صاحب کی سربراہی میں کونسل نے معاشرے کو اسلامی خطوط پہ استوار کرنے کی غرض سے ۳۱ سفارشات حکومت وقت کو پیش کیں۔ جن میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں اسلامی معاشرے کے قیام کا مفصل خاکہ، اندرون و بیرون ملک تبلیغ، عصمت فروشی کا خاتمہ، پاکستان میں تقویم ہجری کی ترویج، سادہ قومی لباس کا تعین، سرکاری تقریبات کے دوران نماز کا احترام اور دفتری اوقات میں نماز کے لئے وقفہ، اصحاب اقتدار کو نماز جمعہ مساجد میں ادا کرنے کی تلقین، ملازمین کی سالانہ خفیہ رپورٹوں میں ان کے اسلامی کردار کے اندراج کا اہتمام، صوبائی و وفاقی پبلک سروس کمیشنوں کے امتحانات کے نصاب میں اسلام سے متعلق مضامین کی شمولیت، ربوٰ کا خاتمہ، اخبارات و رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ عامہ سے عریانی کا خاتمہ، سرکاری تقریبوں، فلم، سٹیج، اور ٹی وی پہ عورتوں کے رقص کی ممانعت، زنا کی صورت میں زانی اور زانیہ دونوں پہ

حد کا اجراء اور احترام رمضان وغیرہ۔ علاوہ ازیں کونسل نے آزاد حکومت جموں وکشمیر کے تعزیری قوانین اور زکوٰۃ وعشر کے سلسلے میں بھی اپنی سفارشات پیش کیں اور حکومت آزاد جموں وکشمیر کے ساتھ عملی تعاون کیا۔

علاوہ ازیں ۶۲ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک متذکرہ کام کے علاوہ پچھلی کونسلوں نے کل ۱۱۳ قوانین پر اسلامی نقطہ نگاہ سے نظر ثانی کی۔

علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب کی قیادت میں کونسل نے ملک کی ہر یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کا اجراء اور طلباء میں علوم اسلامیہ کی لازمی تعلیم کے علاوہ وزارت امور مذہبی کے قیام کی سفارشیں کیں، جنہیں حکومت نے منظور کرکے عملی جامہ پہنایا۔

چیف جسٹس آف پاکستان جناب حمودالرحمٰن صاحب کی قیادت میں کونسل نے جو سفارشیں کیں ان میں امتناع شراب، گھوڑ دوڑ پر جوئے کا خاتمہ، نائٹ کلبوں کی بندش اور جمعۃ المبارک کی تعطیل کی سفارشوں کو حکومت نے منظور کرکے عملی جامہ پہنایا۔

۱۹۷۷ء میں جب عساکر پاکستان نے صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی قیادت میں نظریہ ضرورت کے تحت ملک کا نظم ونسق سنبھالا تو انہوں نے اسلامی کونسل کی از سر نو تشکیل کی، اور جناب جسٹس (ریٹائرڈ) محمد افضل چیمہ کو جو اس وقت سپریم کورٹ کے جج کے عہدے پر فائز تھے، کونسل کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

۱۹۸۰ء کے اوائل میں اس کونسل کی سربراہی کے لئے صدر صاحب کی نگاہِ انتخاب مجھ پر پڑی۔ چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء سے یہ ذمہ داری مجھ ناچیز کے سپرد ہے۔

کونسل نے قرآن مجید کی آیت کریمہ

"الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور" (الحج ۴۱)

ترجمہ:۔ یہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں گے تو وہ نماز کا اہتمام کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے اور انجام کار کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔"

کو اساس بنا کر اپنے کام کی ترجیحات مرتب کیں۔ اس آیت کریمہ کی رو سے اقامت صلوٰۃ معاشرتی برائیوں کا خاتمہ اور نظامِ زکوٰۃ کے ذریعے صحیح اسلامی معیشت کا قیام اورامر بالمعروف ونہی عن المنکر حدود و تعزیرات اور اخلاقی ضوابط کے نفاذ، معاشرے کو تہذیب واصلاح کے فرائض حکومت کو انجام دینے ہیں۔

چنانچہ اسلامی کونسل نے سب سے پہلے اسلامی معاشرے کی تشکیل کا ایک بسوط خاکہ مرتب کیا۔ اوّلیت اقامت صلوٰۃ کو دی گئی اور اس سلسلے میں کونسل نے حکومت وقت کو دفتری اوقات، سرکاری تقریبات، ریلوے سٹیشنوں، ہوائی اڈوں اور تعلیمی مدارس کے اوقات تعلیم میں نماز پڑھنے کا انتظام کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کیں۔

الحمد للہ کونسل کی سفارشات کی روشنی میں صدر مملکت نے ۲ دسمبر ۱۹۷۸ء کو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے تمام سرکاری محکموں میں نماز باجماعت کا اہتمام کرنے کے احکام جاری فرمائے اور خاص طور پر سربراہان محکمہ کو حکم دیا کہ وہ خصوصی طور پہ نماز میں شرکت فرمائیں تاکہ ماتحت ملازمین پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں۔

اسی طرح کونسل نے ملک میں زکواۃ کے نظام کو نافذ کرنے کے سلسلے میں حکومت کو سفارشات پیش کیں۔ چنانچہ صدر پاکستان نے مورخہ ۲۰ جون ۱۹۸۰ء کو ملک میں زکوٰۃ کا آرڈیننس نافذ کرکے پہلی بار زکوٰۃ کی وصولی کا نظام رائج کیا، اس آرڈیننس میں چونکہ کچھ سقم باقی رہ گیا تھا اس لئے اس کو ملک کے تمام مسلمان فرقوں کے لئے قابلِ قبول بنانے کے لئے اسلامی کونسل اور حکومت کے نمائندوں کی باہمی مشاورت سے ایک ترمیمی آرڈیننس کا مسودہ تیار کیا گیا جس کو صدر پاکستان نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو نافذ کر دیا۔ جس پر تمام مکاتیب فکر متفق ہو گئے۔

۱۰ ستمبر ۱۹۷۹ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے صدر پاکستان کو ملک میں شرعی عدالتوں کے قیام کے متعلق ایک خاکہ مرتب کر کے پیش کیا۔ اس سال صدر مملکت نے ملک کے چاروں ہائی کورٹوں میں ایک ایک شریعت بنچ کے قیام کا اعلان کیا۔ اور سپریم کورٹ میں ایک شرعی اپیلیٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بعد ازاں مئی ۱۹۸۰ء میں ایک وفاقی شرعی عدالت کی تشکیل کی گئی جس کا اہم ترین فریضہ کتاب وسنت کے خلاف قوانین کو کالعدم قرار دینا ہے۔

ملک میں بڑھتی ہوئی عریانی، فحاشی اور فحش نگاری کے استیصال کے لئے آرڈیننس بھی مرتب کیا اور حکومت کو پیش کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ سرقہ ڈکیتی، زنا، امتناع شراب، تہمت زنا، اور تازیانے کی سزا کو شریعت کے مطابق دینے کے طریقوں سے متعلق پانچ حدود آرڈیننس مرتب کر کے حکومت کو پیش کئے۔ جن کو ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو نافذ کیا گیا۔

مزید برآں ارکان عدلیہ کی تربیت کے لئے جوڈیشنل اکیڈمی کے قیام کی بھی سفارش کی گئی تاکہ شریعت سے ضروری واقفیت بہم پہنچانے کی غرض سے ججوں اور عدالتی افسروں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جا سکے۔ لاء کالجوں میں دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء کے داخلے اور ہر صوبے میں ایک اردو لاء کالج کے قیام اور شرعی قانون کو خاص طور پر نصاب میں شامل کرنے کی سفارش کی۔

کونسل نے حکومت کو ملک میں ایک لاء کمیشن کی تشکیل کی بھی سفارش کی۔ چنانچہ صدر پاکستان نے اس کی تشکیل فرمائی اور اس کے سربراہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب مقرر ہوئے، جب کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین اور اس کے ایک ممبر بربنائے عہدہ اس کے رکن مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ چاروں ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس صاحبان بھی اس کے رکن مقرر کئے گئے۔

مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۹ء اور ۲۳ مئی ۱۹۸۰ء کو اسلامی کونسل نے حکومت کو سفارش کی کہ حدود سے متعلق مقدمات کی ابتدائی سماعت ایڈیشنل سیشن جج کی عدالتوں میں کی جائے اور ایڈیشنل سیشن جج کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت ہائی کورٹ میں قائم شدہ شریعت بنچ کیا کرے۔ چنانچہ ۲۴ جون ۱۹۸۰ء کو صدر مملکت نے صدارتی حکم نمبر ۵ کے نفاذ کا اعلان کیا۔ جس کے تحت حدود سے متعلق مقدمات کی ابتدائی سماعت سیشن کورٹ میں ہونے لگی اور حد کی سزا دینے کی صورت میں اس کی اپیل صرف وفاقی شرعی عدالت میں دائر کی جانے لگی۔ نیز زنا کے تمام مقدمات میں اپیل کا اختیار وفاقی شرعی عدالت کو دیا گیا۔

اس کے علاوہ کونسل نے حکومت سے سفارش کی کہ پاسپورٹوں اور شناختی کارڈوں پر ایک خانہ

"دین" کے متعلق ہونا چاہیئے۔ اس پر حکومت نے فوری قدم اٹھایا اور اس وقت اس پر عمل ہو رہا ہے۔

کونسل نے ریڈیو اور ٹی۔وی کی اصلاح کے لئے کچھ رہنما اصول مرتب کر کے حکومت کو پیش کئے ہیں، مثلاً درس قرآن اور اس کی تفسیر، علمی اور اصلاحی مذاکرات، ممتاز اور معروف شخصیتوں کا تعارف ملحدانہ نظریات اور مغرب کے غلط اثرات کا ازالہ، تعمیر فرد و قوم اسلامی تاریخ کے اہم واقعات اور مجاہدین اسلام کے کارنامے، اسلامی رابطہ، چودھویں صدی ہجری کے اختتام اور پندرھویں صدی ہجری کے آغاز کیلئے افتتاحی تقاریب کا انعقاد، ان سفارشات کے پیش نظر ریڈیو اور ٹی۔وی کے پروگراموں میں اسلامی رنگ کی کچھ جھلک نظر آنے لگی ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹی۔وی کے اسلامی پروگراموں کا وقت بڑھا دیا گیا ہے۔ جس سے معاشرہ پر اچھے اثرات مرتب ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

کونسل نے کورٹ فیس کے خاتمہ کی سفارش کی چنانچہ حکومت نے ابتدائی اقدام کے طور پر پچیس ہزار روپے کے دیوانی مقدمات پر کوئی کورٹ فیس نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

کونسل نے طرز معاشرت کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کے لئے سب سے پہلے ایک حلف نامہ تجدید میثاق مرتب کر کے تمام پاکستان میں اس کی اشاعت کا انتظام کیا اور اس سلسلے میں قانون و عدل اور افواج پاکستان اور معاشرے کے دوسرے طبقوں کے لئے قرآن و سنت پر مبنی کتابات چھپوائے اور متعلقہ اداروں کو تقسیم کئے۔

اس کے علاوہ رشوت کے انسداد کے لئے اقدامات تجویز کئے نیز سرکاری اہل کاروں کے انتخاب و تربیت میں علوم اسلامیہ کی حامل افراد کو ترجیح دینے کی سفارش کی۔ سادہ طرز معاشرت اور سادہ لباس کو اختیار کرنے کی سفارش کی، نیز حکومت کے استفسار پر کونسل نے حکومت کے دعوت ولیمہ کی اجازت دینے اور اس میں مہمانوں کی تعداد مقرر کرنے کے بارے میں بھی سفارش کی۔

کونسل نے ہندوستان میں مقیم مسلمان لاوارث اور بے سہارا خواتین اور لڑکوں کو پاکستانی شہریت دینے کی بھی سفارش کی تاکہ وہ پاکستان میں مستقل سکونت اختیار کر سکیں۔

ارکان عدلیہ اور وکلاء کی اسلامی فقہ اور اسلام کے نظام قضا میں تربیت کے لئے کونسل نے ایک ادارہ قائم کرنے کی سفارش اپنے اجلاس مورخہ ۱۳ اکتوبر ۷۸ء اور ۲۹ جولائی ۱۹۷۹ء

کو منظور کی تاکہ ان حضرات میں اسلامی نظام عدل کے بنیادی اصولوں کا شعور و ادراک پیدا ہو۔ اور وہ مروجہ مغربی نظام قانون و عدل پر اس کی واضح فوقیت کو محسوس کرتے ہوئے اس کو صحیح طور پر نافذ کر سکیں۔ اس سلسلہ میں ایک یادداشت بھی ۱۹ فروری ۱۹۸۱ء کو بوساطت وزارت مذہبی امور صدر مملکت کی خدمت میں ارسال کی گئی۔ صدر صاحب کی ہدایت پر اسلامیہ یونیورسٹی میں اس کے لئے ایک علیحدہ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا اور اس سلسلہ کا پہلا تربیتی کورس ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو شروع کیا گیا ہے جس سے ہماری نیک توقعات وابستہ ہیں۔

کونسل نے موجودہ قانون شفعہ جو رسم و رواج پر مبنی ہے اس کی جگہ اسلامی قانون شفعہ مدون کیا۔ اور قصاص و دیت پر اسلامی قوانین بھی مرتب کئے۔

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس میں ترمیمات مرتب کیں۔ قاضیوں کی عدالتوں کے قیام سے متعلق حکومت کے ارسال کردہ ہر دو آرڈیننسوں پر اپنی مفصل رائے دی اور اس عرصہ میں آج تک وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں اور مختلف محکموں کی جانب سے موصول ہونے والے اسی (۸۰) استفسارات کے جوابات دیئے۔

کونسل نے یہ سفارش بھی کی کہ سرکاری تقریبات میں قومی لباس اپنایا جائے جس کا پہلے سے حکومت تعین کر چکی ہے۔ کونسل نے یہ محسوس کیا کہ سرکاری تقریبات میں سرکاری افسر لونج سوٹ (LOUNGE SUIT) پہنتے ہیں چنانچہ کونسل نے یہ سفارش کی کہ سرکاری تقریبات میں شرکاء کو لونج سوٹ پہننے کا اختیار نہ دیا جائے۔

سرکاری دفاتر کے لئے قمیض / کرتہ اور شلوار / پاجامہ بطور دفتری لباس شیروانی، سویٹر اور ٹوپی / پگڑی کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز سرکاری دفاتر میں ملازم خواتین ایسا لباس زیب تن کریں جو حجاب کے تمام تقاضوں کو پورا کرے۔

الحمد للہ، کونسل کی ان سفارشات پر عملدرآمد کے احکام جاری ہو چکے ہیں، اور صدر مملکت نے یکم دسمبر ۱۹۸۱ء سے تمام سرکاری ملازمین کو قومی لباس پہننے کی ہدایات جاری کر دیں۔

کونسل نے قانون شہادت ایکٹ مجریہ ۱۸۷۲ء کے بارے میں اپنی سفارشات منظور کیں اور اسلامی قانون شہادت کی تدوین کے کام کا آغاز کر دیا ہے نیز اسلامی احکام (اوامر و نواہی) کی